مہاتما گاندھی عربوں کی نظر میں

کلیدی الفاظ:# مہاتما گاندھی # عربوں کی نظر میں

ڈاکٹر مجیب اختر
شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی

Abstract:

(This article after a brief introduction reflects the role of Mahatma Gandhi in India's independence, the efforts made in this direction, uniting the people against the imperialist power and awakening the spirit of freedom in their hearts and minds, Mahatma How Gandhi's comprehensive personality influenced the inhabitants of the Arab world and other countries, including the inhabitants of India, has been evaluated, and it has also been highlighted that thanks to Mahatma Gandhi's leadership role and political insight. How India became free and its inhabitants breathed in the open air after countless sacrifices.After that, the impact of Mahatma Gandhi's thoughts, ideas and lifestyle on the Arab world is highlighted in detail. - The portrayal of Mahatma Gandhi in the writings of Arab writers, poets and literature has been examined from different angles. Quotations from various books written in Arabic have been presented in order to infer that the Arabs In the eyes of Mahatma Gandhi, what was the value and dignity of Mahatma Gandhi

اس روئے زمین پر دنیا میں چوٹی کے سیاسی، سماجی، ملی، مذہبی اور قوم کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرمِ عمل رہنے والے قائدین نے جنم لیا، جنھوں نے اپنے اپنے میدانِ عمل میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور روشن ستارے بن کر چمکے۔ لیکن عالمی پیمانے پر مہاتما گاندھی کو جو مقبولیت حاصل ہوئی، شاید کسی کو نہیں مل سکی؛ کیوں کہ گاندھی جی کی عبقری شخصیت ایک ایسی جامع و ہمہ گیر شخصیت تھی جس نے عالمی پیمانے پر دنیا کے سامنے ایسے درخشندہ و تابندہ نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دنیا تک ہر عام و خاص اور مختلف مذاہب اور طبقوں سے وابستہ لوگوں اور آنے والی نسلوں کے لیے کامیابی و کامرانی کا سرچشمۂ حیات ثابت ہوتے رہیں گے۔ آپ کی پوری زندگی سچائی، ایمانداری، عدل و مساوات، ایثار و قربانی، نیکی و بھلائی، الفت و محبت، باہمی اخوت، روحانیت، تزکیہ نفس، ہمدردی و غم خواری، وطن پرستی، جہدِ مسلسل، عدم تشدد، عملِ پیہم، انسان دوستی، صبر و استقامت اور بے لوث خدمت کی جیتی جاگتی تصویر اور سرچشمہ حیات ہے، جس نے پوری دنیا پر اپنے اثرات مرتب کیے ہیں۔

ہندوستان کی آزادی میں مہاتما گاندھی نے جو قائدانہ کردار ادا کیا اس نے بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور اس سرزمین پر رہنے والی قوموں کے دلوں میں جذبۂ آزادی کی روح پھونکی جس کے نتیجے میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے زیر تسلط ممالک اور غلامی کی زنجیر میں جکڑی ہوئی قوموں کا

ہر فرد جذبہ آزادی سے سرشار ہو گیا اور اس کی خاطر اپنے مال و متاع اور قیمتی جان کو جان آفریں کرنے کے لیے کمر بستہ ہو گیا جس کے نتیجے میں انسان کو ایک کھلی، صاف ستھری اور ڈر و خوف سے پاک فضا میں سانس لینے کا موقع ملا۔ آج ہندوستان میں جس روح پرور فضا میں ہم سانس لے رہے ہیں وہ گاندھی جی اور ان کے وفادار اور اولوالعزم عظیم ہم عصر رہنماؤں کا مرہون منت ہے۔ آزادی کا یہ بیش قیمت تحفہ ہمیں یوں ہی آسانی سے نہیں ملا ہے؛ بلکہ اس کے لیے ہمارے بزرگوں اور اسلاف نے دل کو دہلا دینے والی اذیتیں اور پریشانیاں برداشت کیں۔ جیل کی تنگ و تاریک اور بھیانک کوٹھریوں کو آباد کیا، کتنی ماؤوں کی گودیں سونی ہو گئیں، کتنی دوشیزاؤں کے سہاگ اجڑ گئے، کتنے بچے یتیم ہو گئے، کتنے خاندان بے سہارا ہو گئے، کتنوں نے اپنے بھائیوں کو کھو دیا۔ غرض یہ کہ بے شمار قربانیوں کے بعد ہمیں آزادی کی یہ انمول خزانہ نصیب ہوا جس کے طفیل میں ہمیں زبان کھولنے، لکھنے پڑھنے، رہنے سہنے، اپنی من چاہی زندگی گزارنے، چلنے پھرنے، سب کے ساتھ مل جل کر رہنے اور اظہارِ رائے کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔

گاندھی جی نے اپنی متواضع اور سادہ زندگی اور روشن افکار سے پوری دنیا کو فیضیاب کیا، گاندھی جی کی پوری زندگی جہد مسلسل اور عمل پیہم کا بہترین نمونہ تھی۔ انھوں نے نہ صرف اپنی قوم، بلکہ پوری انسانیت کی خدمت و خبر گیری اور فلاح و بہبود کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ

گاندھی جی کے افکار وخیالات اور فلسفیانہ نظریات سے مشرق ومغرب نے بھی استفادہ کیا۔ گاندھی جی کی زندگی کا جزء لاینفک 'عدمِ تشدد' ہے جس نے عرب ممالک میں جاری آزادی کی تحریکوں کو زندہ کیا اور انھیں نئی راہ دکھائی ۔1931میں یوروپ کے سفر کے موقع پر یمن کے باشندوں نے ان کا پرجوش خیر مقدم اور والہانہ استقبال کیا۔ گاندھی جی نے اپنے خطاب سے ان کے خونِ جگر میں نیا جوش اور جذبہ بھر دیا، اس سفر کے دران جب انھوں نے نہر سوئس کو پار کیا، تو مصر کے مکینوں نے ان پر پھول نچھاور کیے اور انھیں فرطِ محبت سے گلے لگایا۔ گاندھی جی کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی اور مصر کی آزادی کی جدوجہد میں مصروف مصطفی نحاس پاشا نے گاندھی جی کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

امیر الشعراء احمد شوقی کے اشعار بھی گاندھی جی کی عالم عرب میں شہرت، عظمت، شان وشوکت اور مقبولیت کی گواہی دیتے ہیں۔ امیر الشعراء احمد شوقی ایک انوکھی اور طویل نظم میں گاندھی جی کی مدح وستائش کرتے ہوئے باشندگانِ مصر کو گلاب کے پھول سے ان کا استقبال کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ گاندھی صرف ہندوستانیوں کے رہنما نہیں، بلکہ وہ مصریوں کے بھی قائد ہیں؛ کیوں کہ دونوں ملکوں کے سیاسی وسماجی حالات یکساں ہیں۔ جس طرح ہندوستان انگریزوں کے پنجۂ جبر واستبداد میں جکڑا ہوا اور ظلم وبربریت کا شکار ہے، اسی طرح مصر بھی استعماری طاقتوں کے

جال میں پھنسا ہوا ہے اور دونوں ممالک برطانوی اقتدار سے چھٹکارا پانے کے لیے دست وگریباں ہیں۔گاندھی جی کی ہمہ گیریت ،آفاقیت اور اولو العزمی کو اجاگر کرتے ہوئے شوقی نے جس جذبات کا اظہار کیا ہے اس سے ان کی شخصیت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے، وہ کہتے ہیں:

’’ گاندھی جی ظلم وستم، ہمت واستقلال، ایثار وقربانی، مقاصد کی حصولیابی، جد وجہد، غم واندوہ، مصیبت و پریشانی اور جلا وطنی کے شکار باشندوں اور حق پر گامزن رہنے والے مصری قائدین کے لیے آزادی کے سفر میں ہر دلعزیز بھائی کی طرح ہیں۔وہ ایسے رہنما ہیں جن کے قول وفعل میں صرف یکسانیت ہی نہیں، بلکہ پوری مطابقت موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ مشرق ومغرب میں اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت کا لوہا منوا چکے ہیں‘‘۔

مشہور فلسطینی شاعر ابراہیم طوقان اپنے وطن میں درپیش مسائل اور قوم کے لیے گاندھی جی کے خلوص ووفا اور الفت ومحبت سے اس قدر متاثر نظر آتے ہیں کہ وہ فلسطین کے لیے بھی انھیں جیسے سرکردہ اور حوصلہ مند رہنما کی آمد کی تمنا کرتے ہیں۔انھوں نے اپنی شاعری میں ان احساسات کا اظہار کیا ہے جن سے گاندھی جی سرشار تھے، وہ کہتے ہیں کہ گاندھی کے دل ودماغ میں باشندگانِ وطن کے لیے بے دریغ قربانی کا جذبہ موجود ہے۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارا کوئی قائد ملک کی آزادی اور تزکیہ نفس کے لیے گاندھی کی طرح

ستیہ گرہ کرتا اور برت رکھتا۔ ان کا یہ عمل انھیں فائدہ پہنچا رہا ہے اور وہ اپنے وطن عزیز کی آزادی کے لیے نہ صرف زبان بلکہ عمل و کردار سے بھی سرگرم ہیں۔

مہجری شاعر الیاس قنصل نے جب فرانسیسیوں کے ظلم واستبداد کے خلاف شام کے انقلاب میں وہاں کے باشندوں کو نبرد آزما دیکھا اور فلسطینیوں کو یہودیوں کے ساتھ اپنی مقبوضہ زمین کی بازیابی کے لیے برسرِ پیکار پایا، تو انھوں نے گاندھی جی کی قربانیوں اور ملک وقوم کی فلاح و بہبود کے لیے ان کی جانفشانیوں کو اجاگر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ گاندھی سادہ لوحی اور عجز وانکساری میں نبی مرسل کے مشابہ ہیں۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ گاندھی جی اپنی کاوشوں کی بدولت عربوں کی نظر میں غیر معمولی طور پر مقبول ہو چکے تھے۔ خاص طور سے انگریزوں کے خلاف گاندھی جی کی جدوجہد نے عربوں کو گاندھی جی کے عزم واستقلال کا پیکر ماننے پر مجبور کر دیا۔ قروی شاعر رشید سلیم خوری نے گاندھی جی کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے سحر انگیز اشعار کہے ہیں، وہ کہتے ہیں:

''گنگا ندی کے ساحل سے شیر کو دیکھا، جو کبوتروں کی سریلی آواز سے بھی زیادہ شیریں ولطیف آواز رکھتا ہے، مسیح الھند (گاندھی) کی آواز جو دلّی میں بازگشت کر رہی ہے، وہ مسیح شام کو سنائی دینی چاہیے۔

مہجری ادباء وشعرا کے سرخیل میخائیل نعیمہ بھی گاندھی جی کی بلند قامت

شخصیت سے بے حد متاثر نظر آتے ہیں، انھوں نے گاندھی جی کے عدم تشدد کے پیغام کی خاص طور سے ستائش کی ہے۔

عرب ادبا اور مورخین نے بھی گاندھی کے تئیں اپنے منفرد افکار وخیالات اور احساسات وجذبات کا اظہار کیا ہے جس سے گاندھی کی اصل تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔

درجنوں کتابوں کے مصنف اور مایہ ناز ادیب عباس محمود عقاد نے گاندھی جی کی حیات وخدمات کے موضوع پر ایک جامع کتاب ''روح عظیم: المہا تما غاندی'' کے نام سے تصنیف کی۔ اپنی اس کتاب میں عباس محمود عقاد گاندھی جی اور ہندوستان کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

''جب ہم ہندوستان کی طویل قدیم تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے کہ ہندوستان ایک ایسی سرزمین ہے جہاں مختلف مذاہب اور عقائد کے لوگ رہتے ہیں جن کی روایات، رسم ورواج اور عادات واخلاق ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور حسب ونسب کے لحاظ سے بھی وہ کئی طبقوں میں اور برادریوں میں بٹے ہوئے ہیں جس میں وحدت کا تصور ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن جس طلسم نے وہاں کے باشندوں کو وحدت کے دھاگے میں پرویا، وہ ان کی دینی حمیت، روحانیت، اخلاقیت اور کثرت میں وحدت کا شعور تھا جس میں کسی سیاسی طاقت کا دخل نہیں ہے، جیسا کہ دوسری قوموں میں پایا جاتا ہے۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ گاندھی نے عدمِ تشدد کے تصور کو برقرار رکھتے ہوئے ہر طرح کے مظالم کو صبر وتحمل کے ساتھ نہایت سنجیدگی اور عقلمندی سے نبرد آزما ہونے کا ایک انوکھا عالمی تصور پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ گاندھی جی عدم تشدد کو سوراج پر فوقیت دیتے ہیں؛ کیوں کہ ان کا ماننا ہے کہ عدمِ تشدد انسان کو اپنی ذات پر قابو پانے کی تعلیم دیتا ہے، جب کہ سوراج غیر ملکی طاقتوں سے خلاصی اور اور انسان کو اپنے ملک پر حکمرانی کرنے کا جذبہ بیدار کرتا ہے، عقاد کے مطابق ہندوستان کے باشندے وہ باشندے ہیں جن کے اندر روحانیت کا جذبہ موجزن ہے، جو قومیت اور وطن پرستی کے جذبے سے جداگانہ ہے اور یہ دونوں دونظریات مغربی سامراج کی دین ہیں''۔

عقاد نے گاندھی جی کی وفات پر ''زاہد الھند'' کے عنوان سے مرثیہ بھی لکھا جس میں انھوں نے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے جس کے چند اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

''زاہد ہند نے دنیا کو موت کا پیغام دیا اور تزکیہ نفس اور اللہ کے خوف کی خاطر بھوکے پیاسے (برت) رہنے کو ترجیح دی، آج میں دنیا کو ان کی موت کی خبر دے رہا ہوں، لیکن میں روزے نہیں رکھتا، مغرب کے حریص نے دنیا کی نگرانی کی اور حیران رہا، میں اس کی نگرانی کرتا ہوں لیکن میں سرگرداں نہیں ہوں''۔

مصر کے مشہور ومعروف قلمکار سلامہ موسیٰ نے گاندھی کے نظریات

اور صفات عالیہ سے متاثر ہو کر ایک شاہکار کتاب ''غاندی والحرکات الھندیہ'' کے نام سے تصنیف کی جس میں انھوں نے گاندھی جی کے فلسفۂ عدمِ تشدد، سول نافرمانی کی تحریک اور تحریکِ عدم تعاون کی بھرپور ستائش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سامراجی طاقتوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے دوسری قوموں کے تجربات بڑی اہمیت کے حامل ہیں، اس سلسلے میں وہ گاندھی کے دو نظریات کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں:

۱۔ گاندھی نے نفس کی آزادی اور روحانی قوت پر اعتماد رکھنے اور اس پر جمے رہنے کی صدا بلند کی۔

۲۔ گاندھی نے معاشی آزادی کا پیغام دیا اور بیرونِ ملک میں تیار کی گئی اشیاء اور اس کی درآمد کا بائیکاٹ کیا اور اس کے عوض میں اندرونِ ملک میں تیار کردہ اشیاء کے استعمال پر زور دیا۔ ان کے مطابق یہ دونوں بنیادی اصول ہندوستان اور اس کی روایات کے لیے نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اور یہ جوہر ہیں جس کے نتیجے میں انسان کسی دوسرے ملک کی طرف نہیں دیکھتا۔

مصر کے مشہور ادیب عصام عبدالفتاح اپنی کتاب ''المھاتما غاندی محرر المقھورین'' میں رقم طراز ہیں:

''بیسویں صدی کا پہلا نصف اختتام کو پہنچا تو انسانی تہذیب ایک ایسے شخص کے وجود پر فخر محسوس کر رہی تھی جسے بیسویں صدی کا سب سے سرکردہ رہنما قرار دیا گیا۔ ہلکے پھلکے نحیل جسم کا آدمی، سفید چادر میں ملبوس

،غیر مسلح، وہ گاندھی ہے، ایسا انقلابی رہنما جس کا ہتھیار زیتوں کی شاخ تھی اوراس کی توپ کے گولے الفاظ تھے،اس کا گولہ بارود ایک ایسا عقیدہ ہے جس پر وہ اس وقت تک یقین رکھتا ہے جب تک کہ اس نے اس کے لیے اپنی جان کی قیمت ادا نہ کی۔ اس لیڈر کی کہانی دوسرے تمام لیڈروں کی سوانح حیات سے مختلف ہے، یہ ایک خاص نوعیت کی تاریخی کہانی ہے جو ہر زمانے اور دور میں تاریخی خصوصیات سے بھری پڑی ہے''۔

جب عرب ادباوشعرا کو گاندھی جی کی موت کی خبر ملی تو انھوں نے ان کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کیا اور مراثی بھی کہے جس میں گاندھی جی کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی غیر معمولی جاں نثاری وجانفشانی کی تعریف وتوصیف کی۔ عباس محمود عقاد، عراقی شاعر محمد مہدی الجواہری، الیاس فرحات، بیرم التونسی، شفیق حنا،محمود خلیفہ غانم، جمیلہ علاییلی، خلیل جرجس جیسے معروف شعراء نے گاندھی کی شان میں پرسوز ودل سوز اشعار کہے۔ محمد مہدی الجواہری نے گاندھی جی کی وفات پر ایک درد بھرا مرثیہ لکھا جس میں ان خیالات کا اظہار کیا گیا ہے:

'' میرے آقا آپ حق گوئی، عزت نفس، جود وسخا، بلندیٔ فکر سے آراستہ وپیراستہ ہیں، آپ نے فضا میں اپنی عظمت کو بکھیر دیا جس سے سبھوں نے یکساں فائدہ اٹھایا'۔

گاندھی نے اپنی زندگی کے شب وروز ایسے گزارے جو مشرق

ومغرب اور عالم عرب کے لیے باعث کشش اور لائق تقلید ہے۔یہی وجہ ہے کہ عرب ادبا وشعرانے گاندھی جی کی حیات وخدمات اوران کی پاکیزہ زندگی ،اخلاقی خوبیوں اوراوصافِ حمیدہ کواپنی تحریروں میں بھرپور جگہ دی۔منیر بعلبکی نے گاندھی جی کی کتاب "My experiments with the Truth" کا عربی میں ''قصة تجاربی مع الحقیقة' کے نام سے ترجمہ کیا۔مہاتما گاندھی پر ڈاکٹر راجند پرساد کی کتاب '' At the Feet of Mahatma Gandhi" کا عربی میں محمد ابراہیم نے'' عند قدمی غاندی'' کے نام سے ترجمہ کیا۔اس کے علاوہ گاندھی پر لکھی گئی مزید کئی کتابوں کا عرب ادبا نے ترجمہ کیا۔یہی نہیں بلکہ مہاتما گاندھی پر عربی میں مستقل متعدد کتابیں بھی لکھی گئیں جن میں محمد سامی عاشور کی کتاب ''فی سبیل الحق''،موسی سلامہ کی کتاب ' غاندی والحرکات الھندیة''،فوادمحمد شبل کی کتاب 'غاندی قدیس السیاسة'،فتحی رضوان کی کتاب 'المہاتماغاندی وجہادہ' شامل ہیں۔اس طرح عرب ادبا وشعراء کی اصل اور مترجم تقریباً تیس کتابیں اورمتعدد مقالات گاندھی جی کی حیات وخدمات پرشائع ہوچکے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عرب دنیا میں مہاتما گاندھی کی شخصیت اوران کے افکاروخیالات کتنے مقبول ہیں اورعرب دنیا پران کے اثرات کس طرح نمایاں ہیں۔

الغرض گاندھی جی کی عظیم وہمہ گیر شخصیت اورملک وقوم کے لیے ان

کی ایثار وقربانی، جانفشانی، جدوجہد، عملِ پیہم اور اخلاق وآداب کی پوری دنیا میں چہل پہل ہے۔ انھوں نے اپنی طرزِ زندگی کے جو تابندہ نقوش چھوڑے ہیں وہ رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گے۔

جو طوفانوں میں پلتے جا رہے ہیں

وہی دنیا بدلتے جا رہے ہیں

مصادر:

۱۔ روح عظیم: المہاتما غاندی، عباس محمود عقاد

۲۔ غاندی والحرکات الھندیہ، سلامہ موسی

۳۔ المہاتما غاندی محرر المقہورین، عصام عبدالفتاح

۴۔ حیاۃ ورسالۃ الزعیم المہاتما غاندی فی شعر احمد شوقی، ڈاکٹر لیاقت علی

۶۔ فی سبیل الحق، محمد سامی عاشور

۷۔ المہاتما غاندی وجہادہ،، فتحی رضوان

۸۔ غاندی قدیس السیاسۃ، فواد محمد شبل

۹۔ قصۃ تجاربی مع الحقیقۃ، منیر بعلبکی (ترجمہ)

۱۰۔ عند قدمی غاندی، محمد ابراہیم (ترجمہ)